ضمان کی حقیقت، مشروعیت اور عصرِ حاضر میں اس کی اہمیت وضرورت

Zaman ki Haqiqat, Mashroiyat or Asr-e-Hazir men is ki Ahmiyat o Zarorat

☆محمد اصغر
ریسرچ اسکالر شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی

☆☆پروفیسر ڈاکٹر عبید احمد خان
چیئرمین شعبہ اصول الدین، جامعہ کراچی

Abstract:

Almighty Allah commanded preserving the dignity of health and wealth of every Muslim. Islam too, emphasises protection of these very elements and guarantees protection of minority's rights in Muslim societies. This prohibits any one, who grabs the property of any other. Injunction of Holy Quran and Hadith in this matter are very much clear, which are described in the following lines. The sacred shariah also issued severe punishment to siphon off the waye for these crimes against human dignity by maintaining fool proof surveillance at the doors of all such vulnerabilities. Even the Holy Prophet, in his last surmon warned in these words: "Beware! Maintaining the dignity of your blood, property and respect is as important for you as the dignity of this month, this sity and this day (9th Zilhaj). in the following discussion all these injunctions of Holy Quran and Hadith would be analyzed.

کلیدی الفاظ: ضمان، تعویض، ضرر، دست اندازی، حرمت، تعدی، معاوضہ، مثلی، قیمی، مماثلت، غصب۔

موضوع کا تعارف

اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنے نفس پر بھی حرام کیا اور اپنے خلیفہ انسان کو بھی اس سے گُریز کرنے کی تلقین کی مگر انسان کے ساتھ ساتھ اس کا ازلی دشمن شیطان بھی بارگاہِ لم یزل سے راندہ درگاہ ہو کر اس عزم کے ساتھ زمین پر اترا کہ وہ عدل وانصاف کے بجائے ظلم وفساد اور اطاعت وبندگی کے بجائے تمرد وشیطنت کے جال بچھا کر انسانوں کو راہِ راست سے گمراہ کرنے کا کوئی موقع فراموش نہیں

کرے گا۔ چنانچہ انسانی معاشروں میں لوگوں کا ایک دوسرے پر ظلم اور جان ومال واجسام میں زیادتیاں کرنا یہ سب اسی وقت سے ہے جب سے حضرتِ انسان اس روئے زمین پر آباد ہے۔

انسان وشیطان کے مابین اس تصادم اور سرکشی کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے الٰہی شریعتوں کا نزول فرمایا اور انسانی معاشروں کے تحفظ واحترام کو باقی رکھنے، انسانیت کو آپس کے ٹکراؤ اور تصادم سے بچانے اور انسانوں کو ایک دوسرے پر ظلم ڈھانے سے باز رکھنے کے لئے ایک منظم شکل میں حدود مقرر فرمائیں اور ایسی جانی ومالی عقوبتیں لازم کیں جن کی رعایت وکفالت معاشروں اور زندگی کے حقوق کی بھرپور ضامن ہے۔ اسلام چونکہ ایک کامل، اکمل اور منتخب دین ہے جسے خالق کائنات نے تاقیامت انسانی زندگی کے لائحہ عمل کے طور پر منتخب کیا ہے اس لیے دین اسلام میں بھی اس حوالہ سے اہم تعلیمات دی گئی ہیں۔ اسلام اپنی تعلیمات کے ذریعہ دنیا میں اپنے پیروؤں کے لیے بالخصوص اور پوری دنیا کے لیے بالعموم جس معاشرہ کی تعمیر چاہتا ہے وہ ایک ایسا پاکیزہ اور صاف ستھرا معاشرہ ہے جس کے اعمال وافکار کے کسی گوشے میں بداخلاقی، بے انصافی، چور بازاری اور جرائم کی گنجائش نہ ہو۔ اسلام کی بے شمار تعلیمات اسی محور کے گرد گھومتی ہیں۔ چناچہ اس مقصد کی خاطر اسلام نے قانون سازی اور اخلاقی تعلیمات میں انتہائی جزرسی کا مظاہرہ کیا ہے اور ان تمام چور دروازوں پر پہرے بٹھائے ہیں جہاں سے معاشرہ میں جرائم کے گھس جانے کا احتمال ہو۔ اس مضمون میں ہم انسانوں کا ایک دوسرے کے اموال میں دست اندازی کرنے اور اس پر مرتب ہونے والے مالی ضمان کے مسائل کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

ضمان کی تعریف

ضمان کے لغوی معنی "التزام" کے ہیں۔ المعجم الوسیط میں ہے۔

ضمن یضمن ضمانا:کفله او التزم ان یؤ دی عنه ما قد یقصر فی ادائه(۱)

ترجمہ: "ضمان" ضمن یضمن: باب سمع سے مستعمل ہے (جس کا معنی یہ ہے کہ) اس نے ذمہ داری لی یا اس بات کو اپنے اوپر لازم کیا کہ اُس چیز کو ادا کرے جس میں اس نے کوتاہی کی ہے۔

ضمان کی فقہی اور شرعی تعریف میں بھی یہی معنی ملحوظ ہیں۔ ضمان کی شرعی تعریفیں مختلف کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے کسی قدر زیادہ وضاحت اور تفصیل سے تعریف بیان کی ہے جو سب سے زیادہ جامع ہے اور اس سے ان اسباب کی طرف اشارہ بھی ہوتا ہے جن کی بناء پر ضمان عائد ہوتا ہے، لکھتے ہیں۔

الضمان: الالتزام بتعويض الغير عما لحقه من تلف المال او ضياع المنافع او عن الضرر الجزئی او الكلی الحادث بالنفس الانسانية(۲)

ترجمہ: کسی کا مال ہلاک کر دینے، منافع ضائع کر دینے یا جزئی و کلی جسمانی نقصان پہنچادینے کے معاوضہ کی ذمہ داری قبول کرنے کا نام ضمان ہے۔ تعریف کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی انسان دوسرے انسان کو مالی یا جانی ضرر (نقصان) پہنچائے تو ضرر پہنچانے والے پر لازم ہے کہ وہ اس کو تاہی پر اپنی ذمہ داری کو قبول کرتے ہوئے جس طرح ممکن ہو اس نقصان کی تلافی کرے۔ ضرر دفع کرنے اور نقصان کی تلافی کرنے کو شریعت کی اصطلاح میں ضمان یا تعویض کہا جاتا ہے۔

ضمان کے اسباب

حقوق العباد میں کو تاہی پر جو ضمان عائد ہوتا ہے اس کے دو اسباب ہیں۔ عقود اور اضرار۔

عقود عقد کی جمع ہے جس کا لغوی معنی یہ ہے۔

العقد فی لغة العرب معناه الربط بين اطراف الشئ سواءكان ربطا حسيا ام معنويا من جانب واحد او من جانبين۔(۳)

ترجمہ: لغت عرب میں عقد کا معنی یہ ہے کہ دو اشیاء کے مابین ربط دینا، خواہ یہ ربط حسی ہو یا معنوی، ایک جانب سے ہو یا دونوں جانب سے۔

فقہاء کی اصطلاح میں عقد کی تعریف یوں کی جاتی ہے۔

تعلق كلام احد العاقدين بالآخر شرعا على وجه يظهر اثره فی محله (۴)

ترجمہ: شرعی طور پر متعاقدین میں سے ایک کے کلام کا دوسرے کے کلام کے ساتھ ایسے طور پر متعلق ہونا کہ اس کا اثر محل میں ظاہر ہو (عقد کہلاتا ہے) یعنی جب ایک شخص دوسرے سے یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ قلم آپ کو پچاس روپے میں فروخت کر دیا تو یہ ایجاب ہو گیا، پھر دوسرا یہ کہے کہ میں نے پچاس روپے میں یہ قلم خرید لیا تو یہ قبول ہوا۔ یہ ایجاب و قبول جب باہم ملتے ہیں تو بیع وجود

میں آتی ہے اور اسکا اثر قلم میں ظاہر ہوتا ہے کہ مشتری قلم کا مالک بن جاتا ہے اور بائع ثمن کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ ایجاب و قبول کے اس ارتباط اور محل میں اثر ظاہر ہونے کا نام عقد ہے۔

ضمان لازم ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے عقود کی چار اقسام ہیں۔

اول: وہ عقد جو ضمان ہی کے لیے مشروع ہوا ہے اور اس عقد کا مقصد ہی اپنے اوپر ضمان لازم کرنا ہوتا ہے، اسے کفالت کہا جاتا ہے۔

دوم: وہ عقد جو شرعاً ضمان کیلئے مخصوص نہیں بلکہ ملکیت حاصل کرنے اور منافع وغیرہ کمانے کا فائدہ دیتا ہے لیکن اس پر ضمان بھی مرتب ہوتا ہے۔ ایسے عقود کو عقودِ ضمان سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ عقدِ بیع، قسمت، صلح عن مال بمال، قرض وغیرہ۔

سوم: تیسرے وہ عقود ہیں جو امانت کے قبیل سے ہیں یعنی انکا مقصد امانت رکھوانا اور حفاظت کرنا ہوتا ہے جیسا کہ ایداع، اعارہ، شرکت، وکالت وغیرہ۔ ان عقود میں بلاتعدی ضمان لازم نہیں ہوتا اور اگر تعدی پائی جائے تو ضمان آتا ہے۔

چہارم: چوتھے وہ عقود ہیں جن میں دو حیثیتیں پائی جاتی ہیں یعنی ایک حیثیت سے ان میں امانت کا پہلو ہوتا ہے اور دوسری حیثیت سے ضمان کا پہلو بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ عقدِ اجارہ، رھن اور مال کیطرف سے منفعت کے بدلہ صلح کرنا۔ یہ عقود من وجہ مضمون اور من وجہ غیر مضمون ہوتے ہیں۔ جو شخص بھی ان عقود میں سے کوئی عقد کرے گا تو اُس پر ہر عقد کے تقاضے کے مطابق مالی ضمان کی ذمہ داری عائد ہوگی۔

ضمان کا دوسرا سبب اضرار اور اس کی اقسام

ضمان واجب ہونے کا دوسرا سبب اضرار ہے۔ اضرار کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو مالی نقصان پہچانا۔ اضرار کی عموماً دو صورتیں ہوتی ہیں۔ غصب اور اتلاف۔ دونوں کی وضاحت حسبِ ذیل ہے۔

ا.....لغت میں غصب کا معنی ہے "کسی کا مال ظلماً لے لینا" چنانچہ لسان العرب میں علامہ منظورؒ فرماتے ہیں۔

الغصب اخذ الشئی ظلما (۵)

ترجمہ: ظلم کرتے ہوئے کسی کی کوئی چیز لے لینا غصب ہے۔

غصب کی اصطلاحی تعریف مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے۔

الغصب ازالة يد محققة باثبات يد مبطلة فی مال متقوم محترم قابل للنقل بغير اذن مالكه (۶)

ترجمہ: متقوم، محترم اور منقول مال میں اس کے مالک کی اجازت کے بغیر ناحق قبضہ جماتے ہوئے ثابت شدہ برحق قبضہ کو ختم کرنے کا نام غصب ہے۔

علامہ کاسانیؒ نے غصب کی مذکورہ تعریف میں دو قیود کا مزید اضافہ کیا ہے۔

علی سبیل المجاہرة والمغالبة بفعل فی المال(۷)

(کسی کا مال اس طور پر لینا کہ) زبردستی اور اعلانیہ ہو، مالِ مغصوب میں (غاصب کا) فعل بھی واقع ہو۔

مذکورہ تعریف کے مطابق غصب میں سات شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱) غصب شدہ چیز مال ہو۔ ۲) مال متقوم ہو یعنی شریعت نے اس سے انتفاع کو جائز و مباح قرار دیا ہو۔ ۳) مال محترم ہو یعنی شریعت نے اس میں دست اندازی کو حرام قرار دیا ہو۔ ۴) مال مالک کی اجازت کے بغیر لیا گیا ہو۔ ۵) مال اعلانیہ طور پر لیا گیا ہو۔ ۶) ایسے طور پر لیا گیا ہو جس سے غاصب کا قبضہ متحقق ہو اور اصل مالک کا قبضہ ختم ہو گیا ہو۔ ۷) غاصب کا فعل غصب شدہ مال کے عین میں واقع ہوا ہو۔

مذکورہ سات شرائط پائی جائیں گی تو غصب کا تحقق ہو جائے گا اور غاصب پر ضمان عائد ہو گا۔

۲..... ضمان کا دوسرا سبب اتلاف ہے۔ اتلاف بابِ افعال کا مصدر ہے اور اس کا لغوی معنی ہے "ہلاک کرنا"(۸)

علامہ کاسانیؒ نے اتلاف کی اصطلاحی تعریف اسطرح بیان کی ہے۔

اتلاف الشئ اخراجه من ان يكون منتفعا به منفعة مطلوبة منه عادة (۹)

ترجمہ: کسی چیز کو ہلاک کرنا یہ ہے کہ اس چیز سے عام طور پر جو منفعت مطلوب ہوتی ہے اُسے اسکی انتفاعی حالت سے نکال دیا جائے۔

اتلاف کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ کسی قابلِ انتفاع چیز کو اس کی انتفاعی حالت سے نکال دینا، یعنی جس چیز کی کوئی منفعت موجود ہو اس چیز میں ایسا ردوبدل اور تغیر کر دینا کہ اس کی منفعت فوت ہو جائے۔ مثلاً کپڑے کی منفعت اُسے استعمال کرنا ہے، شیشہ کی منفعت اس میں چہرہ دیکھنا ہے، موبائل کی منفعت اس کے فوائد کو حاصل کرنا ہے، اب اگر کوئی شخص کپڑے کو پھاڑ دے، شیشہ توڑ دے یا موبائل خراب کر دے تو تینوں صورتوں میں اگرچہ کپڑا، شیشہ اور موبائل کا جسم موجود ہے مگر اب ان اشیاء سے نفع اٹھانا ممکن نہیں رہا بلکہ ان کی منفعت فوت ہو چکی ہے، منفعت کے اس ضیاع کو اتلاف کہا جاتا ہے۔

ضمان کی اقسام

مال کا ضمان ضرر اور تعدی کی مقدار کے لحاظ سے دو قسموں پر مشتمل ہے۔ ضمان کلی، ضمان جزئی۔

ضمان کلی کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کی کل قیمت ادا کرنا۔ یہ ضمان اُس وقت لازم ہوتا ہے جب کوئی چیز مکمل طور پر ہلاک کر دی جائے خواہ حقیقۃً ہو یا حکماً۔ حقیقتاً ہلاکِ کلی یہ ہے کہ کسی شئ کو صورت اور معنی دونوں طرح سے مکمل ہلاک کر دیا جائے جیسا کہ کھانے کی چیز کو کھالینا۔

حکماً ہلاک کلی تین صورتوں میں پایا جاتا ہے۔

۱۔ جب کسی چیز میں ایسا تغیر کر دیا جائے کہ اس کا نام اور اکثر منافع ختم ہو جائیں۔ ۲۔ جب اصل چیز مالک کو لوٹانا متعذر ہو جائے۔

۳۔ مغصوبہ چیز کسی دوسرے کی ملکیت کے ساتھ اس طرح ملا دی جائے کہ ان کو جدا کرنا ممکن نہ ہو یا ممکن ہو مگر اس میں بہت زیادہ مشقت ہو خواہ یہ ملنا بطورِ مجاورت ہو یا ممازجت۔

مذکورہ تینوں صورتوں میں اگرچہ حقیقی طور پر چیز مکمل ہلاک نہیں ہوتی مگر منافع کا ختم ہو جانا یا اختلاط پایا جانا یا شئ واپس لوٹانے کا متعذر ہونا مکمل ہلاک ہونے کی طرح ہے، اس لیے حکماً اسے کلی ہلاکت شمار کیا جاتا ہے اور تمام صورتوں میں غاصب و متلف پر کل چیز کا ضمان آتا ہے مثلاً کسی کی لکڑی غصب کی اور اس کا دروازہ یا کھڑکی بنا دی، کپڑا غصب کیا اور اس کا سوٹ سلوا لیا، کاغذ غصب کر

کے اس سے کتاب چھاپ دی یا اینٹیں غصب کیں اور انہیں مکان کی تعمیر میں لگا دیا تو ان تمام صورتوں میں یہ کلی ہلاکت ہے اور کل اشیاء کا ضمان عائد ہو گا، اسے ضمان کلی کہا جاتا ہے۔

ضمان جزئی کا مطلب یہ ہے کہ غصب یا اتلاف میں نقصانِ یسیر کی وجہ سے نقصان کی بقدر قیمت ادا کرنا۔ یعنی غاصب کے قبضے میں اگر مغصوبہ چیز میں کوئی ایسا تغیر واقع ہوا جس سے اُس چیز کی قیمت کم ہو گئی یا اس کی منفعت میں کمی آگئی تو غاصب پر اس نقصان کی تلافی لازم ہو گی۔

یہ ضمانِ جُزئی ہے کیونکہ اس صورت میں کل شئ کا ضمان ادا نہیں کیا جاتا بلکہ بعض کا ضمان ادا کیا جاتا ہے۔ اس ضمان کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ جس چیز میں نقص آیا ہے اس چیز کی صحیح وسالم اور معیوب دونوں اعتبار سے قیمت لگوائی جائے۔ دونوں قیمتوں کے درمیان جو فرق ہو گا وہ بطورِ ضمان ادا کیا جائے گا۔ مثلاً غاصب یا متلف نے دوسرے کے موبائل میں کوئی عیب پیدا کر دیا اور بلا عیب اس موبائل کی قیمت پانچ ہزار جبکہ عیب کے ساتھ چار ہزار ہے تو اس میں ایک ہزار کا نقصان ہوا اسی کی ادائیگی غاصب و متلف پر لازم ہو گی۔

ضمان عائد کرنے کا طریقہ

ضمان یا تو مثل کے ساتھ ہوتا ہے یا پھر ازالہ ضرر کے ساتھ۔ حقیقی مثلی ضمان صرف قتلِ عمد میں پایا جاتا ہے یعنی اگر کوئی انسان دوسرے انسان کو عمداً قتل کر دے تو قاتل کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جاتا ہے جو اُس نے مقتول کے ساتھ کیا، قاتل نے مقتول کی جان لی ہے تو اس کے بدلے میں قاتل کی بھی جان لی جاتی ہے۔ قصاص کے علاوہ اموال پر واقع ہونے والے ضرر یا نفسِ انسانی پر خطاءً واقع ہونے والی جنایت میں شریعتِ مطہرہ نے جو طریقہ ضمان بتایا ہے وہ اس سے مختلف ہے۔ یہاں ایسا نہیں ہوتا کہ جس طرح غاصب نے کوئی چیز غصب کی ہے، مغصوب منہ بھی غاصب کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے جو غاصب نے کیا ہے بلکہ یہاں مغصوب منہ کو پہنچنے والے نقصان کی غاصب سے تلافی کروائی جاتی ہے کیونکہ یہاں بھی اگر قصاص والا معاملہ کیا جائے تو اس سے ظلم وفساد اور شر کا دائرہ مزید وسیع ہو جائے گا۔ اسی لیے فقہائے کرام رحمہم اللہ نے فرمایا ہے۔

مظلوم کو یہ حق ہر گز حاصل نہیں کہ وہ ظالم پر اس وجہ سے ظلم کرے کہ اُس پر ظلم کیا گیا ہے.... اسی طرح اگر کسی شخص کو دوسرے نے دھوکہ دے کر جعلی نوٹ تھما دیے ہوں تو اُس شخص کے لیے یہ ہر گز جائز نہیں کہ وہ بھی ان جعلی نوٹوں کو دھوکہ سے کسی تیسرے شخص کو تھما دے۔(۱۰)

ظلم کے بدلے ظلم کا طرزِ عمل زمانہ جاہلیت میں رائج تھا جسے اسلام نے مٹا دیا، چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ اسی اعلان پر مشتمل اور اسی نظریہ کی مؤید ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام(۱۱)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسلام میں نہ کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ نقصان کے بدلے زیادہ نقصان پہنچانے کا تصور ہے۔

ضمان کی کیفیت

مالی غرامات میں نقصان کے ازالہ کی صورت یہ ہے کہ ضرر اور عوض کے مابین جس قدر ہو سکے مماثلت کا لحاظ رکھا جائے لہٰذا اگر کسی نے دوسرے کی کوئی چیز غصب کی تو جب تک غصب شدہ چیز غاصب کے پاس موجود ہو تو اس پر بعینہ اُسی چیز کو واپس کرنا لازم ہے، اس چیز کے موجود ہوتے ہوئے اگر غاصب اس کی قیمت دینا چاہے تو اُسے اس کا اختیار نہیں ہو گا۔ عین کو لوٹانے کا وجوب اس حدیث مبارکہ سے ہوتا ہے جو حضرت سمرہؓ سے منقول ہے۔

عن سمرۃ عن النبی ﷺ قال علی الید ماااخذت حتیٰ تؤ دی(۱۲)

ترجمہ: حضرت سمرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہاتھ پر ہر وہ چیز لازم ہے جو اس نے لی یہاں تک کہ اس کو ادا کر دے۔

نبی کریم ﷺ نے صراحت کے ساتھ یہ بات ارشاد فرمادی ہے کہ جو شخص کسی کی ملکیت میں دست اندازی کرتے ہوئے کوئی چیز لے تو اس پر اسی چیز کو واپس لوٹانا واجب اور ضروری ہے اور وہ شخص اس وقت تک اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو گا جب

تک کہ مالک کو اس کی اصل چیز یا ہلاکت کی صورت میں اس کا بدل لوٹا نہ دے۔ حضرت سائب بن یزیدؓ سے منقول ایک دوسری حدیث مبارکہ سے بھی اسی نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔

عن السائب ابن یزید انہ سمع النبی ﷺ یقول: لا یاخذ احدکم متاع صاحبہ لا عباً ولا جاداً ،واذا اخذ احدکم متاع صاحبہ فلیردہا الیہ (۱۳)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزیدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کا کوئی سامان نہ مذاق میں لے، نہ سنجیدگی سے، اور اگر کسی کا کوئی سامان کبھی لیا ہو تو اسے اسی کو لوٹا دے۔

اصل چیز کو لوٹانے کے ساتھ اگر غاصب کے عمل کی بناء پر غصب شدہ چیز میں کوئی معمولی نقصان واقع ہوا تو غاصب اصل چیز لوٹانے کے ساتھ اُس میں واقع ہونے والے نقصان کی تلافی بھی کرے گا تاکہ مغصوب منہ کو پورا بدل مل جائے۔

اگر غصب شدہ چیز ہلاک ہو جائے خواہ غاصب کی تعدی و کوتاہی سے ہلاک ہو یا بلا تعدی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دوسرے کی چیز بلا غصب ہلاک کر دے تو ایسی صورت میں چونکہ ہلاکت کی وجہ سے اصل چیز کو لوٹانا متعذر ہو گیا ہے اس لیے اب اصل چیز کے بدلے اس کا عوض دیا جائے گا۔ عوض میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر وہ چیز مثلیات میں سے ہو تو مثل کا ضمان آئے گا کیونکہ ضمان کا مقصد نقصان کو پورا کرنا ہوتا ہے اور مثل کے ساتھ جبر نقصان سب سے بہتر ہے اس لیے کہ مثل صورت اور قیمت دونوں اعتبار سے ہلاک شدہ چیز کے برابر ہوتا ہے۔ اگر وہ شی مثلی نہ ہو بلکی قیمت والی ہو یا مثلی ہو مگر اس کا مثل ختم ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں قیمت کا ضمان واجب ہو گا کیونکہ مثل نہ ہونے کی وجہ سے صورت و معنی دونوں لحاظ سے برابری ممکن نہیں رہی تو اب صرف معنی یعنی قیمت کے لحاظ سے برابری کی جائے گی۔ چنانچہ مثلی اموال میں برابری اس طرح ہو گی کہ جو مال ضائع ہوا ہے اُسی مال کی جنس میں سے اسی نوع اور صفت کا مال جو مقدار میں ضائع شدہ مال کے برابر ہو وہ مقرر کیا جائے اور قیمی اشیاء میں تجربہ کار اور ماہر تاجروں کے ذریعہ ہلاک شدہ چیز کی قیمت لگوائی جائے، جو قیمت اہلِ رائے حضرات طے کر دیں اُسی کا ضمان عائد کیا جائے۔

موسوعۃ الفقہیہ میں یہ تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے۔

القاعدۃ العامۃ فی تضمین الماليات: ہی مراعاۃ المثلیۃ التامۃ بین الضرر وبین العوض کلما امکن قال السرخسی:ضمان العدوان مقدر بالمثل بالنص،یشیر الی قولہ تعالی {وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ} والمثل ان کان بہ یتحقق العدل لکن الاصل ان یرد الشئی المالی المعتدی فیہ نفسہ کلما امکن ما دام قائما مو جودا لم یدخلہ عیب ینقص من منفعتہ ..... بل ہذا ہو الموجب الاصلی فی الغصب الذی ہو اول صورۃ الضرر واہمہا فاذا تعذر رد الشئی بعینہ لہلاکہ واستہلاکہ او فقدہ وجب حینئذ رد مثلہ ان کان مثلیا او قیمتہ ان کان قیمیا۔(۱۴)

ترجمہ: مالی ضمان میں عام قاعدہ یہ ہے کہ ضرر اور عوض کے مابین جہاں تک ممکن ہو مکمل مماثلت کی رعایت کی جائے گی۔
امام سرخسیؒ نے فرمایا: دشمنوں کا ضمان نص کی بناء پر مثل قرار دیا گیا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ کر رہے تھے "اگر تم لوگ (کسی کے ظلم کا) بدلہ لو تو اُتنا ہی بدلہ لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی ہے" برابری اگرچہ مثل ہی کے ذریعہ متحقق ہوتی ہے لیکن قاعدہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو معتدی فیہ مال کا عین ہی واپس لوٹایا جائے اگر وہ موجود ہو اور اس میں ایسا عیب نہ آگیا ہو جس سے اس کی منفعت ختم ہو گئی ہو..... غصب جو ضرر کی اول اور اہم صورت ہے اس کا موجبِ اصلی یہی ہے۔ اگر شئ ہلاک ہونے یا ہلاک کرنے یا گم ہو جانے کی بناء پر بعینہ واپس لوٹانا مشکل ہو جائے تو اس کا مثل دینا واجب ہو گا اگر وہ چیز مثلی ہو اور اگر وہ شئ قیمت والی ہو تو اس کی قیمت دینا واجب ہو گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ضمان اور تعویض میں ضرر کا ازالہ مقصود ہوتا ہے۔ اگر معتدی بہ کا عین موجود ہو تو اُسی کے ذریعہ ازالہ کیا جائے گا۔ عین ہلاک ہو گیا ہو تو پھر اگر وہ چیز مثلی ہو تو مثل کے ذریعہ ضرر کا ازالہ ہو گا اور اگر مثلی نہ ہو بلکہ قیمی ہو یا مثلی ہو مگر مثل ختم ہو گیا ہو تو قیمت کے ذریعہ جبر نقصان ہو گا۔

ضمان میں قیمت مقرر کرنے کا وقت

ضمان لازم کرنے میں بعض اوقات قیمت کا تعین کرنا پڑتا ہے۔ اب قیمت کس وقت کی لازم کی جائے؟ کیونکہ بعض اوقات غصب کے کچھ دن بعد چیز ہلاک ہو جاتی ہے اور ان دنوں میں قیمت میں بہت زیادہ اُتار چڑھاؤ آجاتا ہے، اسی طرح مثلی اشیاء میں اگرچہ مثل واجب ہوتا ہے مگر بعض اوقات مثل بازار سے ختم ہو جاتا ہے اس صورت میں بھی قیمت کی ادائیگی لازم ہوتی ہے لہٰذا قیمت مقرر کرنے کا وقت اور اس کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

مثلاً ابو بکر نے شکیل کا ایک کمپیوٹر یکم جون کو غصب کیا، چھ ماہ بعد معلوم ہوا کہ کمپیوٹر ابو بکر نے غصب کیا تھا۔ اس دوران ابو بکر سے کمپیوٹر ہلاک ہو گیا۔ اب شرعاً ابو بکر شکیل کو کمپیوٹر کی قیمت ادا کرنے کا پابند ہے لیکن معاملہ یہ ہے کہ یکم جون کو غصب کا واقعہ پیش آیا، یکم اگست کو ابو بکر سے کمپیوٹر ہلاک ہوا اور یکم دسمبر کو فیصلہ ہوا۔ فرض کریں کہ یکم جون کو کمپیوٹر کی قیمت پچیس ہزار روپے تھی پھر یکم اگست کو جب ابو بکر سے کمپیوٹر ہلاک ہوا تو اس وقت اس کی قیمت بیس ہزار روپے ہو گئی تھی اور یکم دسمبر کو اس کی قیمت پندرہ ہزار ہے تو ابو بکر پر کس دن کی قیمت کا تاوان لاگو ہو گا؟ اس کے بارے میں فقہائے احنافؒ کے مابین اختلاف ہے۔

امامِ ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ خصومت کے دن کی قیمت واجب ہو گی یعنی جس دن قاضی قیمت لازم ہونے کا فیصلہ کرے گا اُس دن مارکیٹ میں جو قیمت ہو گی اس کی ادائیگی لازم ہو گی۔ امامِ محمدؒ کے نزدیک انقطاع کے دن کی قیمت معتبر ہو گی یعنی جس دن کمپیوٹر ابو بکر کے پاس سے گیا ہے اُسی دن کی قیمت لازم ہو گی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جس دن غصب واقع ہوا اُسی دن کی قیمت واجب ہو گی۔(۱۵)

مذکورہ صورت میں امامِ ابو حنیفہؒ کے نزدیک ابو بکر پر پندرہ ہزار روپے کا ضمان آئے گا۔ امامِ محمدؒ کے قول کے مطابق بیس ہزار روپے اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق پچیس ہزار روپے لازم ہوں گے۔

ضمان کی مشروعیت

قرآن کریم کی کئی آیات، نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور فقہاء کرام رحمہم اللہ کے اقوال کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی بھی شخص کی ملک کو اس کی رضامندی کے بغیر بلا معاوضہ لے لینا شرعاً کسی کے لئے جائز نہیں ہے اور اس فعل کا ارتکاب کرنے والے شخص پر شریعتِ مطہرہ کی طرف سے مختلف سزائیں اور مالی تاوان مقرر کیا گیا ہے۔ طوالت سے بچتے ہوئے ہم چند نصوص کے بیان پر اکتفاء کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

{یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۰ .....وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ نَارًا ؕ }(۱۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے واقع ہو تو مضائقہ نہیں.....اور جو شخص ایسا فعل کرے گا اس طور پر کہ حد سے گذر جائے اور ظلم کرے تو ہم عنقریب اس کو آگ میں داخل کریں گے۔

اس آیتِ مبارکہ میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ کسی بھی شخص کا مال اس کی مرضی اور معاوضہ کے بغیر کسی کے لئے حلال نہیں ہے۔ قرآن کریم میں وارد شدہ ایک واقعہ سے بھی ضمان کا ثبوت ملتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

{وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ .....فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا }(۱۷)

ترجمہ: اور داود اور سلیمان (کو بھی ہم نے حکمت اور علم عطاء کیا تھا) جب وہ دونوں ایک کھیت کے جھگڑے کا فیصلہ کر رہے تھے کیونکہ کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت اس کھیت میں جا گھسی تھیں.....اس فیصلے کی سمجھ ہم نے سلیمانؑ کو دے دی اور ہم نے دونوں ہی کو حکمت اور علم عطاء کیا تھا۔

معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔

دو شخص حضرت داؤدؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک شخص بکریوں والا اور دوسرا کھیتی والا تھا، کھیتی والے نے بکریوں والے پر یہ دعویٰ کیا کہ اس کی بکریاں رات کو چھوٹ کر میرے کھیت میں گھس گئیں اور کھیت کو بالکل صاف کر دیا، کچھ نہیں چھوڑا۔ غالباً مدّعیٰ علیہ نے اس کا اقرار کر لیا ہو گا اور بکریوں کی پوری قیمت اس کے ضائع شدہ کھیت کی قیمت کے برابر ہو گی اس لئے حضرت داؤدؑ نے یہ فیصلہ سنایا کہ بکریوں والا اپنی ساری بکریاں کھیت والے کو دیدے کیونکہ جو چیزیں قیمت ہی کے ذریعہ لی اور دی جاتی ہیں جن کو عرفِ فقہاء میں ذوات القیم کہا جاتا ہے وہ اگر کسی نے ضائع کر دی تو اس کا ضمان قیمت ہی کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ بکریوں کی قیمت چونکہ ضائع شدہ کھیتی کی قیمت کے مساوی تھی اس لئے یہ ضابطہ کا فیصلہ فرمایا گیا۔ یہ دونوں مدعی اور مدعیٰ علیہ حضرت داؤدؑ کی عدالت سے واپس ہوئے تو دروازے پر ان کے صاحبزادے حضرت سلیمانؑ سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے مقدمہ کا کیا فیصلہ ہوا؟ دونوں فریق نے بیان کر دیا تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ اگر اس مقدمہ کا فیصلہ میں کرتا تو اس کے علاوہ کچھ اور ہوتا جو فریقین کے لئے مفید اور نافع ہوتا، پھر خود والد صاحب حضرت داؤدؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہی بات عرض کی، حضرت داؤدؑ نے تاکید کے ساتھ دریافت کیا کہ وہ کیا فیصلہ ہے؟ اس پر حضرت سلیمانؑ نے عرض کیا کہ آپ بکریاں تو سب کھیت والے کے سپرد کر دیں تاکہ وہ ان کے دودھ اور اون وغیرہ سے فائدہ اٹھاتا رہے اور کھیت کی زمین بکریوں والے کے سپرد کر دیں وہ اس میں کاشت کر کے کھیت اُگائے جب یہ کھیت اس حالت پر آجائے جس پر بکریوں نے کھایا تھا تو کھیت، کھیت والے کو اور بکریاں بکری والے کو واپس کر دیں، حضرت داؤدؑ نے اس فیصلہ کو پسند کیا اور فرمایا بس اب یہی فیصلہ رہنا چاہیے اور فریقین کو بلا کر یہ فیصلہ نافذ کر دیا۔(۱۸)

اس واقعہ میں حضرت داؤد علیہ السلام نے تعدی کرنے والے کی بکریاں کھیتی والے کو دیدیں، ظاہر یہی ہے کہ بکریوں کی قیمت ضائع شدہ کھیتی کے برابر تھی یا یہ ہو سکتا ہے کہ بکری والے کے پاس بکریوں کے علاوہ اور کوئی مال موجود نہ ہو جس سے نقصان کا ازالہ کیا جائے اس لیے اُنہوں نے بکریاں کھیتی والے کو دیدیں جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بکری والے کو یہ حکم دیا کہ کھیتی والے کا جس قدر نقصان ہوا ہے وہ اس کو بذریعہ سقایت وحفاظت پورا کرے تاکہ متاثرہ شخص کے نقصان کی تلافی ہو سکے۔ اگرچہ دونوں

پیغمبروں کے فیصلوں میں کچھ فرق تھا لیکن دونوں کا مقصود نقصان کا ازالہ تھا جسے شرعاً ضمان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے۔

عن ابن شہاب ان ابن محیصة الانصاری اخبرہ ان ناقة للبراءابن عازب کانت ضاریة دخلت فی حائط اقوام فافسدت فیہ فکلم رسول اللہ ﷺ فیہا فقضیٰ ان حفظ الاموال علی اہلہا بالنہار وعلی اہل المواشی ما اصابت مواشیہم باللیل (۱۹)

ترجمہ: ابن شہاب کہتے ہیں کہ ابن محیصہ انصاری نے انہیں خبر دی کہ حضرت براء بن عازبؓ کی اونٹنی کسی باغ میں چلی گئی اور وہاں باغ کا بڑا نقصان کیا (باغ والوں نے اس بارے میں) رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ باغ والوں پر دن کے وقت باغ کی حفاظت ہے اور جو نقصان جانوروں سے رات کے وقت ہو اس کا جرمانہ جانور والوں پر واجب ہے۔

اس حدیث میں صراحت ہے کہ اگر کسی شخص کا جانور بھی دوسرے کی املاک کو نقصان پہنچادے تو اس نقصان کا ضمان جانور کے مالک پر لازم ہو گا۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں عمرو ابن شعیبؒ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ یرفعہ قال : من تطبب "ای مارس الطب "ولم یکن بالطب معروفاً فاصاب نفساً فما دونہا فھو ضامن (۲۰) ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے طب (علاج و معالجہ) کا کام کیا اس حال میں کہ وہ شخص طب میں مشہور نہیں تھا (یعنی علاج و معالجہ میں مہارت نہیں رکھتا تھا) پھر اس کے علاج کی وجہ سے کوئی شخص مر گیا یا اسے کچھ نقصان پہنچا تو وہ معالج ضامن ہو گا۔

چونکہ اہلیت اور طب میں مہارت کے بغیر علاج و معالجہ کا پیشہ اختیار کرنا شرعاً درست نہیں اس لیے اگر اس صورت میں ڈاکٹر کے عمل کی وجہ سے کسی مریض کو نقصان لاحق ہوا تو نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق وہ شخص اپنے اس عمل کا ذمہ دار ہو گا اور اس پر نقصان کی تلافی لازم ہو گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کے عمل سے بھی ضمان کا ثبوت ملتا ہے۔

عن انس ان النبی ﷺ کان عند بعض نسائہ فارسلت احدیٰ امہات المومنین خادماً لہا بقصعة فیہا طعام فضربت بیدہا فکسرت القصعةقال ابن المثنیٰ فاخذ النبی الکسرتین فضم احدابہا الی الاخری فجعل یجمع فیہا الطعام ویقول غارت امکم وقال : کلوا ....ودفع بالقصعة الصحیحة وحبس المکسورة (۲۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی کے پاس تھے کہ امہات المؤمنین میں سے ایک نے اپنے خادم کو کھانے کا ایک پیالہ دے کر بھیجا تو (حضور ﷺ کی اس بی بی نے جو اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ تھی) اس پیالہ کو ہاتھ سے مار کر توڑ دیا (راوی) ابن المثنیٰ کہتے ہیں کہ نبی کریم (ﷺ) نے ٹوٹے ہوئے پیالے کے دونوں ٹکڑے لیے اور آپس میں ملا کر اس میں کھانا جمع کرنے لگے اور آپ زبانِ مبارک سے فرمارہے تھے کہ تیری ماں تجھے گم کرے (اور پھر) فرمایا کہ کھاؤ.....اور پھر صحیح سالم پیالہ خادم کو دیا اور ٹوٹا ہوا روک لیا۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ٹوٹے ہوئے پیالہ کو روک کر صحیح سالم پیالہ واپس کیا جو ضمان ہی کی ایک شکل ہے۔ گویا آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل سے امہات المومنین پر یہ بات واضح فرمادی کہ اگر کسی سے دوسرے کا کوئی نقصان ہو جائے تو یہ نقصان ہدر نہیں بلکہ اس کی تلافی لازم ہے۔

قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت ﷺ کے مذکورہ اقوال سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کسی انسان کے لئے دوسرے کی ملکیت کو نقصان پہنچانا، اس کی رضامندی کے بغیر اس میں کسی قسم کا تصرف کرنا یا کسی کی عزت وآبرو اور جان ومال سے کھیلنا شرعاً جائز نہیں اور آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر مشتمل یہ واقعات اس بات کا ناقابلِ انکار ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ نے ہر شخص کی ملکیت کے احترام کا جو بنیادی اصول بار بار کھلے الفاظ میں بیان فرمایا وہ محض ایک نظریہ ہی نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ نے قدم قدم پر بذاتِ خود اس پر عمل بھی کر کے دکھایا ہے اور انتہائی نازک اور مشکل حالات میں بھی غیر معمولی باریک بینی کے ساتھ اس کی نگہداشت فرمائی ہے تاکہ امت کے افراد اس مسئلہ کی نزاکت سے بخوبی واقف ہو سکیں۔

ضمان کی اہمیت وضرورت

ضمان کے قواعد اور اس مسئلہ کی اہمیت وضرورت ہر دور میں برابر رہی ہے کیونکہ ہر دور میں لوگوں کے اموال واجسام میں زیادتی کے واقعات پیش آتے رہے ہیں تاہم امت محمدیہ ﷺ کے حوالہ سے ان حد بندیوں اور شرعی احکام کی اہمیت گذشتہ امتوں سے بھی زیادہ ہے کیونکہ ہماری امت کی بڑی

آزمائش مال ہی کے ذریعہ کی گئی ہے۔ ایک حدیث میں حضرت کعب بن عیاضؓ فرماتے ہیں۔

سمعت النبی ﷺ یقول ان لکل فتنة وفتنة امتی المال(۲۲)

ترجمہ: حضرت کعب بن عیاضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کیلئے کوئی خاص آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی خاص آزمائش مال ہے۔

حضور ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میری امت میں مال و دولت کو ایسی اہمیت حاصل ہو گی اور اس کی ہوس اتنی زیادہ بڑھ جائے گی کہ وہی اس امت کے لیے سب سے بڑا فتنہ بن جائے گا، چنانچہ قرآن مجید میں بھی اسی معنی میں مال کو فتنہ کہا گیا ہے۔ عہد نبوی ﷺ سے لیکر ہمارے زمانہ تک کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو صاف محسوس ہو گا کہ مال کے مسئلہ کی اہمیت اور دولت کی ہوس برابر بڑھتی رہی ہے اور بڑھتی ہی جارہی ہے۔ بالخصوص ہمارے اس زمانہ میں مال و دولت کے ساتھ لوگوں کا تعلق و شغف اور انہماک حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ خالص دنیاوی اور مادی ترقی کے مسئلہ کو اتنی اہمیت دے دی گئی ہے کہ مال و دولت ہی مطلوب و معبود بن کر رہ گیا ہے۔ اس لیے ضمان کے مسائل آج کی انسانی زندگی میں انتہائی اہمیت رکھتے ہیں۔

نتائج بحث

حاصل یہ ہے کہ جس طرح روئے زمین پر واقع ہونے والی ظلم و فساد کی داستان قدیم ہے خلقِ خدا پر تعدی اور ان کے حق میں نقصان و زیادتی کرنے والے افراد پر لاگو ہونے والے قواعد اور مالی ضمان کا معاملہ بھی زمانہ قدیم سے نافذ العمل رہا ہے گو ہر عرف و شریعت میں اس کی صورت و احکام موجودہ زمانے کی صورتوں اور احکام سے کچھ مختلف رہے ہوں۔ دین اسلام ایک کامل مکمل اور اکمل دین ہے اور اسلام اپنی تعلیمات کے ذریعہ دنیا میں اپنے پیروؤں کے لیے بالخصوص اور پوری دنیا کے لیے بالعموم جس معاشرہ کی تعمیر چاہتا ہے وہ ایک ایسا پاکیزہ اور صاف ستھرا معاشرہ ہے جس کے اعمال و افکار کے کسی گوشے میں بد اخلاقی، بے انصافی، چور بازاری اور جرائم کی گنجائش نہ ہو۔ اس مقصد کی خاطر اسلام نے قانون سازی اور اخلاقی تعلیمات میں انتہائی جزرسی کا مظاہرہ کیا ہے اور ان تمام چور دروازوں پر پہرے بٹھائے ہیں جہاں سے معاشرہ میں جرائم کے گھس جانے کا احتمال ہو۔ اس لیے شریعتِ محمدی ﷺ میں بہترین معاشرے کے قیام کی غرض سے ضمان سے متعلق احکام و قواعد کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور ایک بہترین معاشرے میں جن شرعی اور اخلاقی قوانین کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ سب دین اسلام میں بیان فرمائے گئے ہیں مثلاً یہ کہ:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان، مال اور عزت و آبرو کو تحفظ عطاء فرمایا ہے۔

دوسروں کے محترم اموال واجسام میں کسی بھی قسم کا ناجائز تصرف شرعاً ممنوع قرار دیا اور ہر قسم کے حقوق میں کسی بھی قسم کی کتر وبیونت کو حرام قرار دیا ہے خواہ یہ تصرف غصب کے ذریعہ ہو یا اتلاف کے طریقہ پر اسی طرح مباشرۃ ہو یا تسبباً۔

جو شخص اپنے قول یا فعل سے کسی بھی انسان کی جان ومال میں کوئی تصرف کرے یا نقصان پہنچائے تو اس پر شریعت مطہرہ نے دنیا وآخرت میں مختلف سزائیں اور حدود مقرر فرمائی ہیں۔

لوگوں کے جان ومال میں تعدی کی بناء پر دنیا میں مالی غرامت یعنی نقصان کی تلافی کو لازم کیا اور آخرت میں اس شخص کو اللہ کی ناراضگی اور عذابِ جہنم کا حق دار ٹھہرایا۔

چونکہ امت محمدیہ ﷺ کے لیے مال بہت بڑی آزمائش ہے اس لیے اس امت کے حق میں مالی بے قاعدگیوں کا معاملہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

موجودہ فتنوں کے زمانے میں انسانوں کو ایک دوسرے کے اموال میں دست اندازی سے روکنے کے لیے اس کی سزاوں کا استحضار اور ضمان کے قواعد واحکام کا عملی طور پر نافذ ہونا بہت ضروری ہے۔

قرآن وحدیث میں بیان کیے گئے اصول وضوابط ہی وہ بہترین رہنما اصول ہیں جو انسانی معاشروں کے تحفظ کے ضامن ہیں اور بیان کردہ جانی ومالی عقوبتوں کی رعایت وکفالت ہی معاشروں اور زندگی کے حقوق کو تحفظ فراہم کر سکتی ہے۔

سفارشات

قرآن وحدیث کی پیشین گوئیوں کے مطابق امت محمدیہ ﷺ کے لیے مال بہت بڑی آزمائش بن چکا ہے اور آج دنیا میں جتنے گناہ اور جرائم سرزد ہو رہے ہیں ان سب کا بنیادی سبب مال ہی ہے۔ اکثر فسادات اور جھگڑے اسی مال کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں، یہی وہ فتنہ ہے جس کے باعث آج دن دھاڑے انسانوں کا خون بہہ رہا ہے، مال وآبرو پر ڈاکے پڑ رہے ہیں اور طاقتور کمزور کے حقوق پامال کر رہا ہے اور حکومتی قوانین وحد بندیاں اس ظلم وزیادتی کو روکنے میں یکسر ناکام ہو چکی ہیں۔

عصرِ حاضر میں وقوع پذیر ہونے والے جرائم کو ختم کرنے کا اگر کوئی مؤثر طریقہ ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے مذکورہ اور ان جیسے دیگر ارشادات کو امت کے سامنے پیش کیا جائے اور یہ حقیقت لوگوں کے قلوب واذہان میں راسخ کر دی جائے کہ ہر حق کو پامال کرنے پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دنیا وآخرت دونوں میں کچھ سزائیں مقرر کی ہیں، ہر نقصان کا ازالہ کرنا لازم ہے

خواہ دنیامیں ہو یا آخرت میں۔ یہ حقیقت اگر انسان کے دل و دماغ میں اچھی طرح بیٹھ جائے تو صرف یہی وہ چیز ہے جو انسانی اعمال و افکار پر رات کی تاریکی اور جنگل کی تنہائی میں بھی پہرے بٹھا سکتی ہے اور جب تک کسی قانون کی پشت پر اس حقیقت کا مستحکم ایمان موجود نہ ہو اس وقت تک وہ عمل کی دنیامیں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

المصادر والمراجع

(1) المعجم الوسیط، ابراہیم مصطفی واحمد حسن الزیات، مطبع دار الدعوۃ، استنبول، ترکی 1989، باب الضاد: 545/1۔

(2) نظریۃ الضمان، وھبہ الزحیلی، مطبع دار الفکر، دمشق، 1982، مقومات الضمان الاساسیۃ، المبحث الاول حقیقۃ الضمان: 15/1۔

(3) الفقہ الاسلامی وادلتہ، وھبہ الزحیلی، مطبع دار الفکر، بیروت، کتاب النظریات الفقہیۃ، الفصل الرابع، المبحث الاول تعریف العقد: 80/4۔

(4) الفقہ الاسلامی وادلتہ، کتاب النظریات الفقہیۃ، الفصل الرابع، المبحث الاول تعریف العقد: 81/4۔

(5) لسان العرب، محمد بن مکرم ابن منظور المصری، مطبع دار صادر، بیروت، 1994، فصل الغین المعجمۃ: 648/1۔

(6) تنویر الابصار، محمد بن صالح التمرتاشی، مطبع ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، کتاب الغصب: 177/6۔

(7) بدائع الصنائع، ابو بکر بن مسعود الکاسانی، مطبع مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، کتاب الغصب، حد الغصب: 143/7۔

(8) المنجد، لویس معلوف، مطبع دار الاشاعت، کراچی 1975، حرف التاء: 116/1۔

(9) بدائع الصنائع، کتاب الغصب، فصل فی مسائل الاتلاف، البحث الاول: الاتلاف سبب لوجوب الضمان: 164/7

(10) شرح المجلۃ، محمد خالد اتاسی، مطبع مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ: احکام الغصب، باب فی مباشرۃ الاتلاف، المادۃ: 921:463/3۔

(11) المسند لابن حنبل، احمد ابن محمد، مطبع دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت 2015 مسند عبد اللہ ابن عباس: حدیث نمبر (2865): 55/5۔

(12) سنن ابی داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، مطبع مکتبۃ البشری، کراچی، 2019، کتاب البیوع، باب فی تضمین العاریۃ، حدیث نمبر (3561): 2/1015۔

(13) مجمع الزوائد، علی ابن ابی بکر ہیثمی، مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001، کتاب البیوع، باب الغصب و حرمۃ مال المسلم، حدیث نمبر (6868): 4/219۔

(14) موسوعۃ الفقہیہ، وزارۃ الاوقاف والشون الاسلامیہ، کویت، 2004، بحث لفظ ضمان الرقم: 92-90:269/28۔

(15) تکملۃ البحر الرائق، محمد بن حسین طوری، مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت 1997، کتاب الغصب، فصل فی حکم الغصب: 199/8

(16) النساء: 29/4۔

(17) معارف القرآن، محمد شفیع عثمانی، مطبع ادارۃ المعارف، کراچی 2000: تفسیر سورۃ الانبیاء: 207/6۔

(18) سنن ابن ماجہ، محمد بن زید قزوینی، مطبع مکتبۃ البشری، کراچی، 2018، کتاب الاحکام، باب الحکم فیما افسدت المواشی، حدیث نمبر (2332): 2/647۔

(19) سنن ابی داؤد، کتاب الدیات، باب فی من تطبب ولا یعلم منہ طب فاعنت، حدیث نمبر (4586): 2/1253۔

(20) سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی من افسد شیئا یغرم مثلہ، حدیث نمبر (3567): 2/1017۔

(21) الجامع الصحیح، مسلم ابن الحجاج القشیری، مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی، کتاب الزہد: 2/407۔

(22) سنن ترمذی، محمد ابن عیسیٰ ابن سورۃ ترمذی، مطبع، مکتبۃ البشری، کراچی، 2019، کتاب الزہد، باب ماجاء ان فتنۃ ہذہ الامۃ فی المال، حدیث نمبر (2329): 2/958۔

Reference, s in English

(1) AL-Quran.
(2) Al-Mujam al-Waseet, Ibrahim Mustafa, & Ahmad Hasan al-Zayyat, Matba Dar al-dawat, Istunmbol, Turky, 1989.
(3) Nazriyyat al-Zaman, Wahba al-Zuheili, Matba Dar al-Fikar, Dimashq, 1982.
(4) Al-Fiqha al-Islami w Adillatuho, Wahba al-Zuheili, Matba Dar al-fikar, bairoot.
(5) Lisan al-arab, Muhammad bin Mukarram bin Manzoor al-misri, Matba Dar Sadir, bairoot, 1994.
(6) Tanveer al-absar, Muhammad bin Saleh al-tamartashi, Matba H.M Saeed company, Karachi.
(7) Baday al-sanay, Abu Bakar bin Masud al-kasani, Matba Maktaba Rasheediah, koita.
(8) Al-Munjid, Luwes maloof, Matba Dar al-ishaat, Karachi, 1975.
(9) Sharah al-majallah, Muhammad Khalid al-atasi, Matba Maktaba Rasheediah, Koita.
(10) Musnad Ibn e Hanbal, Ahmad bin Muhammad, Matba Dar al-risalah al-almiah, bairoot, 2015.
(11) Sunan Abi Dawood, Sulaiman bin Ashas al-sajistani, Matba Maktbah al-bushra, Karachi, 2019.
(12) Majma al-zawaid, Ali bin Abi Bakar al-haismi, Matba Dar al-kutub al-ilmiah, bairoot, 2001.
(13) Mosoat al-fiqhiyyah, Wizart al-oqaf washuon al-islamiah, kovait, 2004.
(14) Takmila al-bahru al-raiq, Muhammad bin Husain toori, Matba Dar al-kutub al-ilmiah, bairoot, 1997.
(15) Maarif all-Quran, Muhammad Shafi usmani, Matba Idarat al-maarif, Karachi, 2000.
(16) Sunan Ibn e Majah, Muhammad bin Zaid al-qazweeni, Matba Maktba al-bushra Karachi, 2018.
(17) Sahe Muslim, Muslim bin Hajjaj al-qushairi, Matba H.M Saeed company, Karachi.
(18) Sunan e Tirmizi, Muhammad bin Esa bin Sourah al-tirmizi, Matba Maktaba al-bushra, Karachi, 2019.